Paigham Sulh, 16 February 1944 www.abdulhaq.info/articles/hinduism

دار الحکومت دہلی کی ”جنگ مقدس“ میں ملائکۃ اللہ کا نزول

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا ایمان افروز مناظرہ اور ویدوں میں سرورِ عالم کا ذکر مبارک

الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین (آل عمران)

دہلی میں گذشتہ ایام میں ”مہا یگیہ“ ہو رہا تھا، ہندوستان بھر کے نامی گرامی پنڈت جمع تھے، اسی دوران میں آریہ سماج کا عظیم الشان سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا تھا، آریہ سماج نے اپنے جلسہ سالانہ کے اشتہار میں تمام مذاہب کو مناظرہ کا کھلا چیلنج دیا، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی نے یہ چیلنج منظور کیا، اور چاہا کہ اس موقعہ پر جبکہ ہندوستان بھر کے ویدک دھرمی فضلا کا دار الحکومت دہلی میں اجتماع ہو رہا ہے، ہندوستان کے اس مرکز میں پہلی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے متعلق اس قوم پر قطعی اتمام حجت کر دی جائے مضمون مباحثہ یہ طے ہوا، کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وید کی پیشگوئیوں سے ثابت ہے“۔ ۹ رفروری کی شب کو دیوان ہال دہلی میں ہزارہا کے مجمع میں یہ مباحثہ شروع ہوا۔ مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے صدارت کرتے ہوئے نہایت احسن پیرایہ میں بتایا کہ اگر اس مباحثہ میں ہم یہ ثابت کر دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ویدوں میں پیشگوئی موجود ہے تو ویدک دھرمیوں پر اتمام حجت ہو جاتا ہے اور ان کے لئے اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہتا، لیکن اگر ہم ایسا ثابت نہ کر سکیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کوئی حرف نہیں آتا، صرف ہمارے دلائل میں سے ایک دلیل غلط قرار پاتی ہے، سید صاحب نے بتایا کہ قرآن کا حکم ہے کہ حکمت اور موعظہ حسنہ سے تبلیغ کی جائے اور اہل اسلام سے اپیل کی کہ قرآن کے اس حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے دوران مباحثہ میں کسی قسم کا دلآزار نعرہ نہ لگائیں، اور ہمہ تن گوش ہو کر اس گفتگو کو سنیں۔

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اپنی فاضلانہ تقریر میں فرمایا کہ اتھروید میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ:۔

نراشنس (جس کے معنی محمدؐ ہیں) سانڈنی سوار رشی ہوگا، حالانکہ ویدک رشیوں کو سانڈنی کی سواری کی ممانعت ہے یہ ممانعت اسی لئے ہے کہ یہ پیشگوئی ملتبس نہ ہو جائے یہ رشی اپنے ہزارہا دشمنوں کے اندر محفوظ رہے گا (واللہ یعصمک من الناس) اس کے ساتھ ۱۰۰ اصحاب (مہاجرین حبش) ہونگے عشرہ مبشرہ ہونگے، ۳۰۰ جان نثار (اصحاب بدر) ہوں گے، دس ہزار (فتح مکہ کے وقت) قدوسی ہونگے، وہ تعریف کیا جانے گا، اسے خدا سوتے سے جگا کر حکم دے گا کہ اٹھ لوگوں میں تبلیغ کر اور اپنے رب کی بڑائی کر (یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر) ویدک رشی نے اس پیشگوئی کے آخر میں دعا کی ہے کہ وہ (محمد صلعم) ہماری نعمت کو قبول کرے اور ہمارے حق میں دعا کرے وغیرہ۔

مقابل پر آریہ سماج کے فاضل پنڈت ویاس دیو جی شاستری بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی مناظر تھے۔ اور پنڈت رام چند جی آریہ سماج کی طرف سے صدر تھے، جناب مولانا عبدالحق صاحب کے دلائل کے جواب میں پنڈت ویاس دیو جی نے بہت جی ریچاؤ پیچیاں کیں مگر مولانا نے ان کی تمام پیدا کردہ الجھنوں کو صاف کر دیا۔ اور چیلنج کیا کہ تمام ہندو تاریخ میں ماممہ رشی کوئی نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو پیش کیا جائے، آریہ سماجی مناظر وید کی اس پیشگوئی کو کسی اور رنگ میں پیش کرنے سے اخیر دم تک عاجز رہا۔

اجمیر کے نسخوں میں تحریف! اس مناظرہ میں بہت سے امور ثابت ہوئے، اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ جس طرح یہود ونصاریٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنی کتب سے محو کرنے کی کوشش کی ہے اسی طرح کا سلسلہ ہندو قوم میں بھی جاری ہے، آریہ سماج کی بدقسمتی سے آریہ سماجی مناظر پنڈت ویاس دیو جی نے یہ کہدیا کہ جو وید میرے پاس ہے اس میں ”ایش رشٹئے ماممے“ نہیں ہے بلکہ ”ایش ایشائے ماممے“ لکھا ہے۔ جناب مولانا نے ویدوں کے مختلف نسخوں پر فاضلانہ تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاس جو نسخہ ہے، وہ خود آریہ سماج کا شائع کردہ ہے، مشہور آریہ سماجی مفسر وید پنڈت راجارام جی اسی نسخے کو صحیح سمجھتے ہیں بمبئی کے نسخہ میں بھی یہی الفاظ ہیں اور جرمنی کے نسخہ میں بھی یہی الفاظ ہیں، مگر جو نسخہ آریہ سماجی مناظر پیش کر رہے ہیں وہ اجمیر کا چھپا ہوا ہے جس کی تائید کسی دوسرے نسخہ سے نہیں ہوتی۔ پنڈت جی کو چاہیئے کہ وہ اس نسخہ کی مطابق کسی اور نسخہ سے کر دکھائیں ورنہ دنیا گواہ ہوگی کہ اجمیر کے نسخہ میں محض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو ملتبس کرنے کے لئے الفاظ بدل دیئے گئے ہیں (یحرفون الکلم عن مواضعہ)

پنڈت جی نے اس کے جواب میں کہا کہ وید کے نسخوں میں کسی نے شرارت کر دی ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ یہ شرارت کس نے کی؟ یہ آریہ سماج ہی کی شرارت ہے۔ جنہوں نے وہ نسخہ ہائے وید شائع کئے جو اس وقت میں تائید میں پیش کر رہا ہوں پنڈت جی کے پاس اس امر کا کوئی جواب نہ تھا۔

عربی زبان کامل زبان ہے! دوران مناظرہ میں بعض الفاظ پر بحث کے دوران میں آریہ سماجی مناظر نے جب یہ کہا کہ سنسکرت میں ”ح“ اور ”ھا“ دونوں کے لئے ”ھا“ ہی سے کام چل جاتا ہے تو جناب مولانا عبدالحق صاحب نے ایک عالمانہ بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے کامل زبان وہ ہو سکتی ہے جو حلق کے آلۂ صوت کو پورے پورے طور پر استعمال کرے۔ قدرت نے حلق کی ایسی تخلیق کی ہے کہ اس میں ”ح“ اور ”ھا“ کا فرق نمایاں نظر آتا ہے، سنسکرت میں ۵۶ حروف تہجی ہونے کے باوجود سنسکرت نے آلۂ صوت کا پورا استعمال نہیں کیا، عربی میں ۲۸ حروف تہجی سے اتنا کام لیا گیا ہے کہ تمام آلۂ صوت کا استعمال ہو جاتا ہے یہ عربی زبان کے کامل زبان ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔

جناب مولانا عبدالحق صاحب نے بار بار اس پیشگوئی کو پڑھکر سنایا، پنڈت ویاس جی باوجود اپنے دعوے علم وفضل کے اس موضوع پر کچھ بھی بیان نہ کر سکے، اہل اسلام کی روحیں وجد کر رہی تھیں، اور سب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں مصروف تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ حقیقت جسے اللہ تعالیٰ نے ”نزول ملائکہ“ کے الفاظ میں تعبیر کیا ہے، جس کا نظارہ مسلمانوں نے زمانہ نبوی کے غزوات میں دیکھا تھا، اس وقت مشاہدہ میں آ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دور میں اہل اللہ کے غیر مسلموں سے مباحثہ کو بھی جنگ مقدس قرار دیا ہے۔ دہلی کی اس جنگ مقدس میں بھی نزول ملائکہ کو مسلمانوں نے مشاہدہ کیا جبکہ ایک طرف جناب مولانا عبدالحق صاحب اکیلے تھے، اور دوسری طرف ایک کثیر تعداد فضلائے سنسکرت کی موجود تھی، لیکن آسمان سے یہی ندا آئی کہ ”الحق فی آل محمد“

مناظرہ ختم ہونے سے پہلے مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی نے اہل اسلام سے پر جوش اپیل کی کہ اختتام جلسہ پر مسلمان اپنے جوش مسرت سے مجبور ہو کر کسی قسم کا نعرہ نہ لگائیں جس سے ہمارے ہندو بھائیوں کی دلآزاری نہ ہو اور اطمینان سے ہال سے نکل جائیں۔ جناب ۴۴

۴۴ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے طرز استدلال، آپ کی نیکی اور شرافت ::۔ جماعت احمدیہ کے منتظمین کے شریفانہ رویہ کا ہندو طبقہ پر نہایت گہرا اثر ہوا اور اہل اسلام کے قلوب میں تو ایمان و عرفان کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگ گیا۔

مذہبی دنیا کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا مناظرہ تھا جو ہندوستان کے دار الحکومت میں دیکھنے میں آیا فالحمد للہ علیٰ ذالک (نامہ نگار)

ثقافت اسلامیہ کا مقصد وحدتِ بشری کا قیام ہے۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تقریر ایک دعوتِ عصرانہ میں

مناظرہ دہلی کے دوسرے دن ہمارے دوست جناب پروفیسر شیخ عماد الدین صاحب نے جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو ایٹ ہوم دیا جس میں بعض مسلم اور غیر مسلم، پروفیسر صاحبان اور دیگر معززین مدعو تھے اور اپنی جماعت کے بھی اصحاب شامل تھے، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اس موقعہ پر ایک نہایت فاضلانہ تقریر فرمائی، آپ نے فرمایا کہ کلچر دو قسم کے ہیں ایک وہ جو تصادم سے اپنا سکہ جماتا ہے دوسرا وہ جس کا مقصد بجائے تصادم کے اتصال ہوتا ہے، جو شخص یہ سمجھے کہ صرف اسی کے مذہب میں صداقت ہے وہ غلط کہتا ہے، موجودہ تحقیقات نے بتایا ہے کہ تمام دنیا کی اقوام میں ایسے لوگ آئے جنہوں نے اخلاقی و روحانی بہتری کے لئے من جانب اللہ تعلیم پیش کی، جاپان، چین ہندوستان مصر، ایران، یونان، جرمنی، سکنڈے نیویا وغیرہ کی مذہبی کتب دنیا کے سامنے آچکی ہیں، ان سب بانیان مذاہب کے دعاوی باوجود زمانہ زبان اور اقوام کے اختلافات کے ایک ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کسی سازش کا نتیجہ نہیں۔ تمام قوموں میں توحید کا اصول مشترک نظر آتا ہے۔ لیکن ہر قوم نے توحید کو ناقص رنگ میں مانا، مثلاً یہ کہ یہوواہ صرف اسرائیل کا خدا ہے، یہی تصور دیگر اقوام میں ہے، اسلام نے الحمد للہ رب العالمین کہہ کر، اس تصور کو عالمگیر کر دیا اور سب قوموں میں اتصال پیدا کیا: اس سے وحدت نسلِ انسانی کا تصور نمایاں ہوا، اسلام آیا تاکہ تمام اقوام کے لئے مقام اتصال ثابت ہو۔ یہ بھی ایک خاص امر ہے کہ تمام اقوام کے انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کرتے رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب قوموں کے انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں اسلئے اسلام کے خروج سے مراد اقوام عالم کے اتحاد کا قیام ہے یہ **مقصد** کسی اور کلچر سے حاصل نہیں ہوتا مولانا نے اپنے بیان کی تائید میں نہایت واضح دلائل دیئے۔

جناب پروفیسر عماد الدین صاحب کیطرف سے حاضرین کی تواضع چائے اور شیرینی سے کی گئی جس کے دوران میں حاضرین نے مختلف امور پر سوالات کئے جن کا جواب مولانا نے عالمانہ رنگ میں دیا، اور یہ پر لطف مجلس دو گھنٹے تک قائم رہی،

(نامہ نگار)